Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مجید امجد کی نظم نگاری

خصوصی مطالعہ نظم" ہری بھری فصلو"

MAJEED AMJAD'S POETRY

SPECIAL STUDY OF POEM "HARI BHARI FASLOO"

ڈاکٹر عاصمہ رانی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاولپور
ڈاکٹر اقصی نسیم سندھو
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاولپور

Abstract:
Majeed amjad left such an eternal and matchless asset in Urdu Poetry which will always be remember width of thoughts and depth of experience are the angles that broadened by him and are endless pacific now. He does not more specific plan for word selection rather words remember in with when they will be used. The main quality which discriminates him to other modern poets is his broad imagination and observation. When he makes some ordinary thing or person his poem's title. He converts them in such a beautiful pattern that opens the doors of mind and heart. In the light of these qualities the critical specific study of his poem ہری بھری فصلو will be presented in this article.

مجید امجد اردو شاعری کی تاریخ میں ایک ایسے شاعر ہیں جس کی فطری، موضوعاتی، فنی اور ہیتی انفرادیت کی مثال عہد جدید کے شعری منظر نامے میں بہت کم ملے گی۔ انہوں نے ایک ایسے وقت میں اپنا شعری انداز سب سے جدا رکھا جب شاعری ایک طرف ترقی پسند، شاعروں اور ادیبوں کے لیے بہت دل خوش کن نظریہ اور ادبی مسلک بن چکی تھی۔ دوسری طرف حلقہ ارباب ذوق اور اسلامی ادب کے علمبردار نئی پاکستانی قومیت اور ترقی پسندی کی ضد میں لکھے جانے والے ادب کو ہی اصل ادب شمار کرتے تھے۔

ایسے میں مجید امجد نے نام نہاد انقلابیت اور تازہ گوئی نیز غیر ملکی اصناف کو اردو ادب میں منتقل کرنے کے بجائے اس دھرتی کے مقامی اسلوب، ثقافت، ساج، عظمت انسان اور مٹی کی محبت میں گوندکر ایک ایسا شعری اثاثہ تخلیق کیا جو ان کی حیات میں اپنی انفرادیت قائم کر چکا تھا۔ یہ انفرادیت آج تک ہر گزرے دن کے ساتھ نا صرف مسلم ہوتی چلی گئی بلکہ آج بھی اردو ادب کے سنجیدہ طالب علم ان کی فکر کے نت نئے گوشے اپنے لیے وا کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔

مجید امجد کی شاعری دراصل ان کی زندگی کا مطالعہ ہے۔ ان کی شاعری عام زندگی سے متعلق ہے۔ جذباتی سطح پر ان کی شاعری قارئین کے جذبات اور احساسات کو بے حد متاثر کرتی ہے۔ انسانی جذبات اور احساسات مجید امجد کی شاعری کے اہم اور بنیادی پہلو ہیں جو قارئین کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں۔ لہذا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مجید امجد کی شاعری ذہن کو نہیں بلکہ دل کو متاثر کرتی ہیں۔

مجید امجد نے کبھی بھی منفی کیفیت اور منفی قدروں کو اپنی شاعری میں استعمال نہیں کیا اور نہ ہی ان کی حمایت کرتے ہیں۔ ایک بڑا اور اچھا شاعر بوڑھوں کی طرح ذہن نہیں رکھتا بلکہ اس کے اندر بچپنا بھرا ہوتا ہے اور وہ بچوں کی طرح سوچتا ہے خواب دیکھتا ہے۔ مجید امجد بھی انہی میں سے ہیں اور ان کی نظم "پھولوں کی پلٹن" پڑھ کر قارئین اپنے بچپن میں گم ہو جاتے ہیں۔

اس حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا رقمطراز ہیں:

> "جب مجید امجد رُک کر گردوپیش پر ایک نظر دوڑاتا ہے تو اُس کے ہاں قلب کی وہ
> وسعت جنم لیتی ہے جو اُسے ایک صاحب بصیرت ناظر کا منصب عطا کر دیتی ہے۔ طُلوعِ
> فرض، کنُواں، لاہور، ہری بھری فصلو، صاحب کا فروٹ فارم اور معتد دُوسری نظموں

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

میں مجید امجد کا یہ اندازِ نظر پوری طرح موجود ہے جو شاعر کے داخلی ردِ عمل کا غماز

ہے۔" لے

ان کی شاعری میں فطرت نگاری جزئیات نگاری اور واقعات جیسے عنصر نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ مجید امجد جدید غزل و نظم کے شاعر ہیں۔ آزاد نظم کے علاوہ مجید امجد نے پابند نظم اور معرا نظم میں بھی طبع آزمائی کی جس سے ان کی شاعری میں خواب و خیال کے ترو تازہ گلدستے بن گئے۔ مجید امجد کی شاعری میں ذرے سے فلک اور داخلی و خارجی احساسات، چھوٹے بڑے اور اہم و غیر اہم موضوعات پر بہترین نظمیں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے عہد کے سیاسی، سماجی، معاشی اور اقتصادی مسائل کو بھی اپنی نظموں کا موضوع بنایا۔

مجید امجد کی شاعری کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نظموں کو تخلیق کرنے کے لے مواد گردو پیش کی زندگی اور ماحول سے ہی اخذ کیا ہے۔ بہترین اور عمدہ شاعری کی خوبصورتی کا انحصار الفاظ کے ٹکراؤ، موسیقیت، منظر کشی، تشبیہات و استعارات اور فنی ہیت پر ہوتا ہے اور یہ سب عناصر ہمیں مجید امجد کی شاعری میں جابجا نظر آتے ہیں۔

مجید امجد کی شاعری میں موسیقیت و ترنم کے ساتھ خوبصورت منظر کشی بھی ملتی ہے۔ مجید امجد اُردو کی نظمیہ شاعر میں منفرد اور یکتا ہیں۔ ان کی نظمیہ شاعری تکثیر المعنی اور دیرپا تاثر کی حامل ہے۔ مجید امجد اپنی نظمیہ شاعری میں فطرت اور اپنی مٹی سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ مجید امجد کی شاعری میں زندگی، فطرت، ماحول اور زمین و زماں بیک وقت نمو پاتے ہیں۔ انہیں گاؤں کی مٹی، فصلوں اور پیڑوں سے خاص نسبت ہے اور ان میں حد درجہ سکون پاتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کی نظم "ہری بھری فصلو" کا خصوصی مطالعہ پیش خدمت ہے۔ جس میں مجید امجد کا مشاہدہ فطرت، ہیت اور فن دل کش انداز میں دیکھنے کو ملے گا۔

نظم دیکھیے:۔

ہری بھری فصلو

جُگ جُگ جیو' پھلو

ہم تو ہیں بس دو گھڑیوں کو اس جگ میں مہمان
تم سے ہے اس دیس کی شوبھا' اس دھرتی کا مان
دیس بھی ایسا دیس کہ جس کے سینے کے ارمان
آنے والی مست رُتوں کے ہونٹوں پر مُسکان
جھکتے ڈنٹھل' پکتے بالے' دھوپ رچے کھلیان
ایک ایک گھروندا خوشیوں سے بھرپور جہان
شہر شہر اور بستی بستی جیون سنگ بسو!
دامن دامن' پلو پلو' جھولی جھولی ہنسو
چندن روپ سجو!
ہری بھری فصلو
جُگ جُگ جیو' پھلو

قرنوں کے بجھتے انگار' اک موجِ ہوا کا دَم
صدیوں کے ماتھے کا پسینہ' پتیوں پر شبنم
دَورِ زماں کے لاکھوں موڑ' اک شاخِ حسیں کا خم
زندگیوں کے تپتے جزیروں پر رکھ رکھ کے قدم
ہم تک پہنچی عظمتِ فطرت' طنطنۂ آدم
جھومتے کھیتو' ہستی کی تقدیرو! رقص کرو!

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

دامن دامن' پلوپلو' جھولی جھولی ہنسو!

چندن چندن رُوپ سجو!

ہری بھری فصلو!

جُگ جُگ جیو پھلو! ۲

"ہری بھری فصلو" ایک منفرد نظم ہے جس کے دو بند ہیں۔ نظم کے پہلے بند میں پہلے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ان دو مصرعوں کے پھر دو مصرعے ہیں جو باہم مقفیٰ ہیں لیکن یہ قافیے پہلے دو مصرعوں سے مختلف ہیں۔ پھر مصرعوں کے بعد بند کے آخری پانچ مصرعے ہم قافیہ ہیں جو بند کے پہلے دو مصرعوں سے ہم قافیہ ہیں۔ گویا نظم "ہری بھری فصلو" کے پہلے بند میں قافیوں کی دو مختلف ترتیب موجود ہیں۔ ایک قافیہ فصلو، پھلو، سجو ہے جب کہ دوسرا قافیہ مہمان، مان، ارمان، مسکان، کھلیان اور جہان ہے لیکن اس بند میں صرف دو قافیے ہی نہیں بلکہ اوزان بھی ایک سے زیادہ ہیں یعنی نون یا قافیے والے مصرعے ایک اور وزن میں ہیں جب کہ حرف "و" پر ختم ہونے والے قافیوں کا وزن مختلف ہے۔

اگر اسے مزید توجہ سے دیکھا جائے تو پھر اس بند میں تین اوزان نظر آتے ہیں۔ مثلاً ایک وزن وہ جو فصلو اور پھلو والے قافیوں میں موجود ہے دوسرا وہ جو مہمان سے جہاں تک کے مصرعوں میں قائم ہے۔ تیسرا وزن شہر شہر اور دامن دامن سے شروع ہونے والے مصرعوں کا ہے۔ یوں یہ آزاد نظم قوافی اور اوزان کے حوالے سے ایک انوکھی نظم بن جاتی ہے۔ یہی کیفیت دوسرے بند کی بھی ہے۔ اس فرق کے سوا کہ دوسرا بند ہری بھری فصلو والے مکھڑے سے شروع نہیں ہوتا۔

دوسرے بند کے پانچ مصرعے ہم قافیہ و ہم وزن ہیں جب کہ آخری پانچ مصرعے ہم قافیہ تو ہیں لیکن ہم وزن نہیں۔ نظم کی تفہیم سے پہلے جب ہم اسے ایک نظر دیکھتے ہیں تو اس میں رومان کی ایک بالکل نئی سطح نظر آتی ہے وہ رومان جو سستی جذباتیت اور مخالف صنف کے تصور سے بھی بالاتر ہے۔

یہ رومان زمین کا اپنی پیداوار سے اور انسان کا دھرتی سے رومانس ہے اس رومانس کی تفہیم اور تعبیر کے لیے شاعر عہد ہائے گذشتہ پر ایک سرسری نظر ڈالتا ہے۔ اس کی تمام تر مشکلات اور ان سے انسان کے آج تک کے سفر کو اس کے شرف اور عظمت سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کے لیے ہری بھری فصلیں زندگی اور ابدیت کا پیغام ہیں۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا لکھتے ہیں:

> " انسانی زندگی اور مظاہر فطرت امجد کا دامن دل کھینچتے ہیں۔ چنانچہ اس کی شاعری میں فطرت کی گوناگوں اور انسانی روابط کے گہرے مشاہدے کا احساس ہوتا ہے اور وہ اندھیروں کی امیجری کو چھوڑ کر اجالوں کی دنیا میں لوٹ آتا ہے۔ صبح کا تارا، سورج کی سنہری کرنیں، کھیتوں میں چرواہے کی ہنسی کی تان، مندروں کی گھنٹیاں اور بھجن، بیری اور تلسی کے درختوں والے آنگن، لہلہاتی کھیتیاں، برستی پھوہار، پھولوں کی خوشبوئیں، ہواؤں کے جھونکے، گنجان جنگل، پہاڑیاں اور ترائیاں، غرض انواع واقسام کے مظاہر فطرت کے سلسلے اس کے حواس کے رُوبرو بے نقاب ہونے لگتے ہیں۔ امجد کی شاعری کا یہ حصہ حد درجہ دلکش، جاذب نظر اور رنگارنگ ہے۔" ۳

وہ خود کو اس دنیا میں چند گھڑیوں کا مہمان سمجھتے ہوئے دھرتی کی ہریالی اور اس کی فصلوں کو تازگی کی لہروں کی طرح رواں دیکھنے کی دعا دیتا ہے۔ وہ انہیں اپنے دیس کی عزت اور مٹی کا مان قرار دیتا ہے اور پھر اس حوالے سے اپنے دیس کو آنے والے زمانے میں دنیا کی مختلف اقوام کے لیے باعث راحت و فخر ہونے کی خوشی خبری دیتا ہے۔ اس کے نزدیک پھلوں سے لدے ہوئے ڈھل، گندم کی بالیاں اور سنہری دھوپ میں آباد کھلیان حال اور مستقبل کی خوشیوں کے ضامن ہیں۔ گویا گھروں کی خوشیوں کو فصلوں سے اور فصلوں کی خوشیاں مٹی سے اور مٹی کی خوشیاں زمانے سے جوڑ کر شاعر نے تمام زمانوں کی ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور یہ زمانے وقت کی قید سے آزاد بستیوں کے لوگوں کی رونق کی صورت مین باہم جڑے ہوئے ہیں۔

خوشیوں کی یہ دولت دیہات کی عورتوں کی بے لوث محبت اور مشقت سے عبارت زندگی کے استعارے کے طور پر جھلکتی ہیں۔ جنہیں شاعر نے دولت اور خزانے محبتوں کی آغوش اور امید بھری جھولی سے اس طرح تشبیہ دی ہے جیسے آسمان کا سارا سونا اور چاندنی گندم اور کپاس کی سنہری اور نُقرئی خوشوں میں اتُر آیا ہے۔

بقول ڈاکٹر وزیر آغا

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"مجید امجد کی نظموں کا مطالعہ کریں تو زمینی مظاہر کے بیان ہی میں آپ کو کشادگی اور وسعت نظری کا احساس نہیں ہوگا بلکہ آپ کو یہ بھی محسوس ہوگا کہ آپ شاعر کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ازل اور ابد کے مابین کائنات کے مدوجزر کو عبور کر رہے ہیں اور اس سفر میں آپ کو وقت کے کشادہ کینوس پر بڑے بڑے مظاہر بھی محض موہوم سے دھبوں کی طرح نظر آنے لگے ہیں۔ بہر حال مجید امجد کی نظموں میں توازن کی تیسری سطح وہ مقام ہے جہاں اس کے تصور کی کشادگی اور رفعت مادی اشیاء کے گہرے شعور سے ہم آہنگ اور مربوط ہے اور جس نے شاعری کو ایک صاحب بصیرت تماشائی کا منصب عطا کر دیا ہے۔" ۴

دامن دامن، پلو پلو، جھولی جھولی سنو اس مصرعے میں شاعر کی پیش نظر ایسا زمانہ بھی ہو سکتا ہے جب دیہاتوں میں خرید و فروخت کے لیے روپے پیسے کے بجائے اشیا کے بدلے اشیا یا اشیا کے بدلے پیسے ملتے تھے۔ لوگ اپنے ضرورت کے لیے اپنے دامن اور پلو میں کپاس، گندم، چاول یا ایسا کچھ بھی جو اس کے پاس ہوتا تھا اور وہ اس کے بدلے میں اپنی ضرورت کے مطابق اشیا لے سکتا تھا۔ ایسی صورت میں بھی شاعر یہ خواہش کرتا ہے کہ دامن اور بھرے رہیں اور خوشیاں حاصل ہوں۔ دوسرے بند میں شاعر نے عہد جدید کو ہوا دم کا ایک ایسا جھونکا قرار دیا ہے جو صدیوں کے بجھتے انگاروں کی تپش کو سرخی کو پھر سے تازہ تر کرتا ہے۔ اس نے پتوں پر شبنم کے موتیوں کو صدیوں کے ماتھے کا پسینہ قرار دے کر محنت اور حسن کے ابدی تعلق کو ایک نادر تشبیہ کے ذریعے مربوط کیا ہے۔ بلرج کومل اپنے مضمون " مجید امجد ایک مطالعہ " میں کہتی ہیں:

"مجید امجد ارضی زندگی کے قریب ہی سے اخذِ نور کرتے ہیں وہ ہمارے، شہروں، قصبوں اور دیہات سے روز و شب گزرتے ہیں۔ وہ گلیوں، بازاروں، گھروں، چھتوں، ممیٹوں، پہاڑوں اور میدانوں اور ان کے درمیان سانس لیتے ہوئے انسانوں کو قریب سے دیکھتے ہیں اور ان کی دھڑکنیں سنتے ہیں۔ ہری بھری فصلوں کے نغمہ ساز ہیں۔" ۵

شاعر کی نظر میں ایک حسن شاخ کا خم چاہے وہ گلاب کی کسی ٹہنی کا ہو یا کسی نازک انسان کی انگڑائی، وہ انسانی تاریخ کے لاکھوں موڑوں کا خلاصہ ہے۔ یعنی آج کے انسان اور اس کے ماحول کی نزاکت کے پس پردہ صدیوں کی مشقت اور سخت جانی کارفرما رہی ہے اور صدیوں کی تراش کے بعد یہ ہیرا آج اپنی چمک دکھانے اور دیکھنے والی آنکھوں کو لطف دینے کے قابل ہوا ہے۔ اس سارے سفر میں انسان نے زندگی کے جن تپتے ہوئے جزیروں پر اپنے ننگے پاؤں رکھے اس عمل نے انسان کو مشکل سے نبرد آزما ہو کر عظمت آشنائی کا جو راستہ دکھایا اس سے اس کی شان رُعب دبدبے میں اضافہ کیا ہے۔ ان تمام اسباب و عوامل کی بنا پر آج کا انسان خلافت اور نیابت الٰہی کا بجا طور پر دعویٰ کر سکتا ہے۔ شاعر کی اس عظیم انسان کو مٹی کی پیداوار اور ثقافت کا زائد قرار دیتا ہے اور کھیتوں سے رقص کی استدعا کرتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں رقص زندگی وجدان اور تخلیق کی علامت ہے اور انسان کی پرواز کی نئی بلندیوں سے آشنا کرتا ہے۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیئر مجید امجد کے اندازِ بیان کے بارے میں کہتے ہیں:

"مجید امجد کے یہاں فطرت کی اصل اور روح، حُسن اور مسرت سے عبارت ہے۔ ان کی نظم میں بین السطور یہ اصرار ملتا ہے کہ فطرت کی روح سے دوری انسان کے لیے ایک بڑی محرومی ہے۔" ٦

جبکہ حسن رضا اعوان کے نزدیک:

"مجید امجد کا کمال یہ ہے کہ تجربات حیات کو شاعری کے روپ میں اس طرح پیش کیا کہ شاعری کے مدعا تک قاری کو رسائی حاصل ہو گئی۔ مجید امجد کی شاعری کی یہی خصوصیت اس کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔

ہری بھری فصلو!

جُگ جُگ جیو پھلو!

جھومتے کھیتو' ہستی کی تقدیرو! رقص کرو!

Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

دامن دامن، پلو پلو، جھولی جھولی ہنسو!

چندن چندن رُوپ سجو!

ہری بھری فصلو!

جُگ جُگ جیو پھلو!

حسن فطرت کی ان کیفیات کو پیش کرنے میں مجید امجد کو ملکہ حاصل ہے، کیونکہ ان کیفیات کے تمام تر راز اس کے الفاظ و تخیل کے سامنے افشا ہو جاتے ہیں۔" ۷

نظم کا مجموعی تاثر خوش گوار اور امید سے بھرپور ہے۔ یہ ساری کائنات شاعر کا دیس ہے اور ہری بھری فصلیں (نسلِ نو) اُس کے دیس کے ارمانوں کا ثمر ہے۔ شاعر دھرتی کے چندر روپ سے سجنے کے منظر پر فرحاں اور شاداں نظر آتا ہے اور انہیں رہتے زمانوں تک جینے اور پھلنے پھولنے کی دعا دیتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، "اُردو شاعری کا مزاج"، مجلسِ ترقی ادب، لاہو، ۲۰۱۲ء، ص ۳۸۱

۲۔ مجید امجد، " کلیات مجید امجد" (مرتبہ)، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۴۹، ۱۴۸

۳۔ خواجہ محمد زکریہ، ڈاکٹر، "چند اہم جدید شاعر"، سنگت پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۳۳

۴۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، "نظم جدید کی کروٹیں"، سنگت پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۰۳

۵۔ بلراج کومل، " مجید امجد ایک مطالعہ"، مشمولہ، "مجید امجد نئے تناظر میں"، احتشام علی، بیکن بُکس، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۲۰

۶۔ ناصر عباس نیرّ، ڈاکٹر، "مجید امجد شخصیت اور فن"، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء، ص ۶۸

۷۔ حسن رضا اعوان، " مصورِ فطرت۔۔ مجید امجد"، مشمولہ، "انگارے"، ماہانہ کتابی سلسلہ نمبر ۲۶، فروری ۲۰۱۵ء، ص ۷۵